محدثِ جلیل علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبداللہ سورتی

اور خدمتِ حدیث

(پہلی قسط)

تیرہویں صدی اور چودھویں صدی ہجری میں برصغیر ہند کی سرزمین پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت رہی کہ ان دونوں صدیوں میں بے شمار علماءِ محدثین وفقہاء پیدا ہوئے، جنہوں نے اس فن شریف کی تدریس وتالیف اوراس کی طباعت ونشر کے ذریعہ ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

یہ علماء محدثین اپنے بلند علمی مقام کے ساتھ تقویٰ وطہارت، اخلاص وللّٰہیت اور دعوت الی اللہ کے کاموں میں بھی امتیازی شان کے حامل تھے، ان کی انتھک محنت اور شبانہ روز جدوجہد کے سبب پورے عالم اسلام میں ان کے عظیم کارناموں کا اعتراف کیا گیا۔ نیز علم حدیث میں ان کے انہماک کے سبب شروحاتِ حدیث میں اُن کی تالیفات کا قابل ذکر ذخیرہ وجود میں آ گیا، جس کو پورے عالم اسلام کے علمی حلقوں میں بنظر استحسان دیکھا گیا۔ ان محدثین کے قابل فخر تلامذہ اور مسترشدین نے علم حدیث کی نشر واشاعت اور دعوت وتبلیغ کی زبردست خدمات انجام دیں اور یہ سلسلہ الی یومنا ہذا -بفضلہ تعالیٰ- جاری وساری ہے۔ ان ہی عظیم محدثین میں حضرت علامہ محدثِ عصر سید یوسف بنوری رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کی ذات گرامی بھی شامل ہے، جنہوں نے تقریباً نصف صدی تک علوم اسلامیہ اور خصوصاً سنت نبویہ (علی صاحبها الف الف صلوة) کی اہم خدمت انجام دی اور تدریس وتالیف کے ذریعہ اس فن شریف میں قابل قدر اضافہ فرمایا، فجزاه الله عنا وعن جميع المسلمين خير الجزاء۔

مختصر حالاتِ زندگی

محدثِ عصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء ضلع مردان کے ایک چھوٹے سے گاؤں مہابت آباد میں ایک علمی اور دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے دادا امیر احمد خانؒ بڑے ذی وجاہت بزرگ تھے، ان کے محلہ میں صرف وہی شخص سکونت کرسکتا تھا جو نماز کا پابند ہو۔ آپؒ کی دادی صاحبہ سیدہ فاطمہؒ بھی ولیہ تھیں۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

تھے کہ مجھے دعاؤں کا ذوق اپنی دادی صاحبہؒ سے حاصل ہوا۔ میں نے بہت چھوٹی عمر میں ظفر جلیل شرح حصن حصین پڑھ لی تھی، اس کتاب سے دعائیں بھی یاد کیں اور اُردو بھی سیکھی۔ آپؒ کے والد ماجد سید زکریا رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید تھے اور صاحب حال بزرگ، جید عالم دین، حاذق طبیب اور تعبیر رؤیا کے امام تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ والدہ محترمہ قبیلہ محمد زئی کابل کے شاہی خاندان سے تھیں۔

ابتدائی تعلیم

محدث عصر رحمۃ اللہ علیہ اپنی خودنوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں:

''قرآن پاک اپنے والد ماجد اور ماموں سے پڑھا۔ امیر حبیب اللہ خان کے دور میں افغانستان کے دار الحکومت کابل کے ایک مکتب میں علم صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس دور کے مشہور استاذ حافظ عبداللہ بن خیر اللہ پشاوری شہیدؒ ۱۳۴۰ھ ہیں۔ علاوہ ازیں فقہ، اصولِ فقہ، منطق، معانی وغیرہ مختلف فنون کی متوسط کتابیں پشاور اور کابل کے اساتذہ سے پڑھیں''۔ (بینات، بنوریؒ نمبر، ص:۹)

دار العلوم دیوبند میں

کابل سے واپسی کے بعد دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا، یہاں آپؒ نے مشکوٰۃ المصابیح کے درجہ میں داخلہ لیا۔ دار العلوم دیوبند میں آپؒ نے اپنے وقت کے مشہور اساتذہ سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔ آپؒ کے اساتذہ میں مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا غلام رسول خانؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ، مولانا عبد الرحمٰن امروہیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور خاتم المحدثین مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایسے اساطین علم وفضل اور نابغۂ روزگار شخصیات شامل ہیں۔ دار العلوم میں جب کچھ اختلاف شروع ہوا اور علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بعض رفقاء کے ساتھ مستعفی ہوکر گجرات کے مشہور مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک، ضلع سورت تشریف لے گئے تو مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے محبوب استاذ کے ہمراہ ڈابھیل روانہ ہوگئے اور جامعہ ڈابھیل میں دورہ کی تکمیل فرمائی۔

علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے چند ہی دنوں میں آپؒ کی صلاحیتوں اور علمی استعداد کا اندازہ لگالیا اور استاذ شاگرد میں ایسا قوی تعلق پیدا ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کشمیریؒ کے علوم کا آپؒ کو وارث بنایا۔ علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی قوتِ حافظہ، ذکاوت، متون وشروحِ حدیث کی وسیع معلومات، رجال وتاریخ، جرح وتعدیل، طبقاتِ رواۃ کی پوری واقفیت، تقویٰ وزہد کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خداداد صلاحیت کے

سب اپنے استاذ کے ان علوم سے بھرپور استفادہ فرمایا۔

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے علوم سے استفادہ

ہندوستان کے ان نابغۂ روزگار اساتذہ کے علاوہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کے معروف عالم اور محقق علامہ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بھرپور فیض اٹھایا۔ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ''میں شیخ سے اس زمانہ میں ملا جب میں مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے ''فیض الباری'' اور ''نصب الرأیة'' کی طباعت کے لیے مصر بھیجا گیا۔ میں نے شیخ سے علماء ہند کا تعارف کرایا''۔

علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

''وہ ایک ایسے شخص تھے جو انتہائی وسعت علمی، حیران کن مہارت، دقتِ نظر، خارقِ عادت حافظہ، محیرانہ استحضار جیسی خصوصیات کے ساتھ ساتھ علومِ روایت کے تمام انواع واقسام، علم درایت کے تمام مقاصد ومدارک، مکارمِ اخلاق، خصائل حمیدہ، تواضع، قوت لا یموت پر قناعت، زہد وتقویٰ، مصائب پر صبر واستقامت، کریمانہ ذات، اپنے خزائن علمیہ اور معارف گنجینہ میں سخاوت کے جامع تھے، اس کے ساتھ ساتھ بسیطہ ارض کے مختلف گوشوں کے نادر مخطوطات اور دنیا کے کتب خانوں کی معلومات پر وسیع علم رکھتے تھے۔ مزید برآں دین کی آبرو کی حفاظت پر حمیت وغیرت اور ملت اسلامیہ تک حق بات پہنچانے میں صاف گو اور بے باک تھے''۔ (مقدمۂ مقالات کوثری بحوالہ خصوصی نمبر، ص:۱۳۱)

اسی سفر میں شیخ الاسلام مصطفیٰ صبریؒ سے بھی ملاقات کی اور ان کی خدمت میں اپنے استاذ شاہ محمد انور رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مرقاۃ الطارم فی حدوث العالم'' پیش کی۔ شیخ صبریؒ اس سے بہت محظوظ ہوئے اور اپنی کتاب ''موقف العقل والنقل'' میں اس کا ذکر کیا۔

اجازتِ حدیث

علامہ بنوریؒ کو حدیث شریف کی اجازت مندرجہ ذیل مشائخ ومحدثین سے حاصل تھی:

۱- امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، ۲- حضرت مولانا عبد الرحمٰن امروہیؒ، ۳- شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، ۴- علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، ۵- حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ، ۶- الشیخ حسین بن محمد الطرابلسیؒ، ۷- الشیخ العلامہ محمد زاہد الکوثریؒ، ۸- الشیخ عمر حمدان المقدسی المالکیؒ، ۹- الشیخ محمد بن حبیب اللہ بن ما یابی الشنقیطیؒ، ۱۰- الشیخ خلیل الخالدی المقدسیؒ، ۱۱- شیخہ امۃ اللہ بنت الشیخ عبد الغنی مہاجرۂ مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہا۔ (بینات خصوصی نمبر، ص:۷۴،۷۷)

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''یہاں اس لطیفہ کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ دیوبند کے مورثِ اعلیٰ دو بزرگ ہیں: ایک علم حدیث میں اور دوسرے طریقت وسلوک میں، چنانچہ علماء دیوبند کا علمی رشتہ حضرت شاہ عبد الغنی مجددی ثم مدنیؒ سے وابستہ ہے۔ حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ ان کے بلاواسطہ شاگرد رشید ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کو ان سے بالواسطہ تلمذ اور بلاواسطہ اجازتِ حدیث حاصل ہے۔ دیوبند کا سلسلۂ طریقت قطب عالم سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے پیوستہ ہے۔ دورِ اول اور دورِ دوم کے سارے اکابر دیوبند حضرت حاجی امداد اللہؒ کے خلفاء ومسترشدین ہیں۔

حضرت بنوریؒ زمانہ کے لحاظ سے اکابر دیوبند کے طبقۂ چہارم میں آتے ہیں، لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ اُنہیں حضرت شاہ عبد الغنیؒ سے صرف ایک واسطہ سے اجازتِ حدیث حاصل ہے۔ ''عن المحدثه أمة الله بنت الشاه عبد الغنیؒ عن أبيها'' اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بھی صرف ایک واسطہ سے اجازت وخلافت طریقت حاصل ہے، (یعنی آپؒ کو حضرت نگینویؒ سے اور انہیں حضرت حاجی صاحبؒ سے، نیز آپؒ کو حضرت حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے اور ان کو حضرت حاجی صاحبؒ سے) حضرات محدثین کی اصطلاح کے مطابق علو سند کا یہ شرف اس زمانہ میں بہت کم حضرات کو حاصل ہوگا''۔ (خصوصی نمبر، ص:۷۳۱، ۷۳۲)

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت وتزکیہ

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپؒ کو جو اجازتِ حدیث مرحمت فرمائی، اس میں تحریر فرمایا کہ:

''وهو في ما أرى – ولاأزكي على الله أحدًا– صالحٌ، راشدٌ، مسترشدٌ، مستقيمُ السيرة، جيدُ الفهم، ذو مناسبة قوية بالعلوم، مستعدٌ لتدريسها''۔

اس سے قبل تحریر فرمایا ہے:

''فجدَّ واجتهد في اكتساب علم السنة والقرآن وبرع فيه وفاق أقرانَه ما شاء الله''۔

حضرت عثمانیؒ نے اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

''مجھے جو قلبی تعلق آپ کے ساتھ ہے وہ خود آپ کو معلوم ہے۔ مجھے بہت سی علمی توقعات آپ کی ذات سے ہیں۔ سنن ابی داؤد کے درس سے میری تمنا پوری ہوئی، میں مدت سے چاہتا تھا کہ اس درجہ کا کوئی سبق آپ کے ہاں ہو، الحمد للہ! آپ کا درس مقبول ہے''۔ (خصوصی نمبر، ص:۷۳۹)

امیر شریعت شاہ عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تأثرات

ایک بار حضرت (بنوری رحمۃ اللہ علیہ) ملتان تشریف لے گئے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ علیل تھے، عیادت کے لیے ان کے درِ دولت پر حاضری دی۔ حضرت امیر شریعتؒ خود باہر تشریف لائے، آپ سامنے کھڑے ہیں، مگر شاہ جیؒ پوچھتے ہیں: کون؟ آپ نے سمجھا کہ شاید علالت کی وجہ سے پہچان میں فرق آ گیا، اس لیے عرض کیا: محمد یوسف بنوری۔ شاہ جیؒ نے پھر پوچھا۔ آپ سمجھے کہ شاید مرض کی وجہ سے سماعت میں فرق آ گیا، اس لیے ذرا بلند آواز سے کہا: محمد یوسف بنوری، فرمایا: نہیں، نہیں، بلکہ انور شاہ! یہ کہہ کر آپ سے لپٹ گئے۔ (خصوصی نمبر، ص:۱۴۷)

درس وتدریس

اللہ تعالیٰ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہر فن میں مہارتِ تامہ عطا فرمائی تھی، عربی زبان وادب میں ایسی مہارت تھی کہ آپؒ کی تحریر وگفتگو سن کر عرب علماء متعجب ہوکر جھوم جھوم جاتے تھے، مگر آپؒ کا خصوصی ذوق فن تفسیر اور حدیث پاک میں اشتغال تھا۔ آپؒ نے حدیث پاک کی جن کتابوں کا گہرائی اور توجہ سے مطالعہ فرمایا، اس کی فہرست طویل ہے۔ شاید ہمارے دور کے بہت کم اہل علم نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا۔

مجلس علمی ڈابھیل سملک

حضرت مولانا احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ رشید حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''راقم الحروف کو مولانا محمد میاں سملکیؒ نے ۱۳۴۹ھ میں ڈابھیل بلایا اور حضرت شاہ صاحبؒ کی سرپرستی میں مجلس علمی کی بنیاد ڈال کر اس کے کام احقر کے سپرد کیے، پھر کچھ عرصہ قیام کر کے وہ افریقہ چلے گئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۳۵۲ھ کے بعد مجلس علمی کی سرپرستی ان کے جانشین علامہ محقق مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرمائی۔ اس وقت احقر نے مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو پشاور سے ڈابھیل بلانے کی تحریک کی اور مہتمم صاحب جامعہ کی منظوری حاصل کر کے وہاں بلالیا۔ موصوف نے درسی خدمات کے ساتھ مجلس علمی کے کاموں میں میری اعانت وشرکت کی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح عمری اعلیٰ درجہ کی فصیح وبلیغ عربی میں تالیف کی جو مجلس سے اسی وقت شائع ہوگئی تھی۔
>
> حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ہی حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ نے مجلس علمی کی تحریک پر ''فیض الباری'' مرتب کی اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ

گوجرانوالہ نے ''نصب الرأية'' کی تصحیح وتحشیہ کی خدمت انجام دی۔ ان تینوں کتابوں کو لے کر احقر اور مولانا بنوری نور اللہ مرقدہٗ حرمین شریفین ہوتے ہوئے مصر گئے اور وہاں نو دس ماہ رہ کر ان کو طبع کرایا، ساتھ ہی وہاں کے اکابر علماء کرام اور کتب خانوں سے استفادہ بھی کرتے رہے، مصر کا یہ سفر ۱۳۵۷ھ میں ہوا تھا۔ مصر سے واپس ہوکر یہ طے کیا گیا کہ مولانا بنوریؒ ''العرف الشذی'' پر کام کریں، تاکہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے علوم وکمالات کو زیادہ سے زیادہ بہتر صورت میں نمایاں کیا جاسکے۔''

غیر معمولی تلاش وجستجو

حضرت محدث بنوری رحمہ اللہ نے تلاش وتفحص اور مظان وغیر مظان سے اپنے شیخ کے علوم کی تخریج وتوضیح کا حق ادا کردیا ہے۔ محدث کشمیری رحمہ اللہ بحر بے کراں تھے، آپؒ کے درس میں حدیث کی روایت اور دوسرے مسائل کے سلسلہ میں دوسرے علوم وفنون کے حوالے آجاتے تھے، کہیں صرف ونحو کا مشکل حوالہ آجاتا، کہیں علم کلام وفلسفہ کا کوئی مسئلہ زیر بحث آجاتا، پھر ایسی کتابوں کے حوالے آجاتے جو عام طور پر اہل علم کے یہاں متداول نہیں تھیں۔ مولانا نے متداول اور غیر متداول کتابوں سے مسائل نکالنے میں کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس کے لیے بے نظیر محنت کی شاندار مثال قائم کی، چند مسئلوں کی تحقیق کے لیے کئی کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی، تب جاکر مسئلہ دستیاب ہوا۔ خود فرماتے ہیں:

''میں نے اپنی قوت وطاقت تخریج ومأخذ سے مطلع ہونے پر پوری طرح صرف کی۔ ورق گردانی، مظان اور غیر مظان سے مسئلہ نکالنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ کبھی میں ایک مسئلہ کی تلاش میں گھڑیاں ہی نہیں کئی کئی راتیں اور دن گزار دیتا اور اس کے لیے ایک ایک کتاب کی مجلدات پڑھتا اور جب مجھے اپنی متاع گم گشتہ مل جاتی تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہتا۔ شیخ نے دورانِ درس جس کتاب کا حوالہ دیا ہوتا اس سے مسائل نکالنے کا التزام کر رکھا تھا، لہٰذا میں ''**كتاب سيبويه، رضي شرح كافية، دلائل الاعجاز، أسرار البلاغة، عروس الأفراح، كشف الأسرار**'' دیکھنے پر مجبور تھا، جس طرح میں شروحِ حدیث کی اہم کتابیں ''**فتح الباري، عمدة القاري**'' اور فقہ مذاہب میں ''**شرح مهذب، مغني لابن قدامة**'' اور رجال میں کتب رجال دیکھنے پر مجبور تھا۔ اگر میری جوانی، بحث وجستجو کا شوق اور شیخ کے جواہر پارے سمیٹنے کا عشق نہ ہوتا تو میں اس بارگراں کا اہل نہیں تھا۔ حدیث کی اہم کتابوں کی شرح میرے لیے اس کٹھن کام سے بہت زیادہ آسان تھی''۔

ڈابھیل میں قیام اور خدمتِ حدیث

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز رفیق اور علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا محمد میاںؒ سملکی ثم افریقی نے اپنے استاذ کے علمی کاموں کی اشاعت کی نسبت سے ڈابھیل میں ایک مجلس علمی قائم کی تو نگاہِ انتخاب علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی اور مجلس علمی کی طرف سے وہاں قیام اور خدمت کی پیش کش ہوئی، چنانچہ آپؒ نے اس کو قبول فرمایا۔ مجلس علمی میں جو کام سپرد ہوا وہ خاصہ دشوار اور کٹھن تھا، یعنی ''العرف الشذی'' کے حوالوں کی تخریج اور انہیں مکمل طور پر نقل کرنا۔ حضرت مولانا (بنوریؒ) فرماتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک حوالہ کے لیے بسا اوقات مجھے سینکڑوں صفحات کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا اور اس کی دو مثالیں پیش فرماتے ہیں:

۱:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی موقع پر متعارض روایات کی تطبیق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس قبیل سے ہے کہ: ''ہر راوی نے وہ بات ذکر کردی جو دوسرے نے ذکر نہیں کی'' اس کے بعد فرمایا کہ یہ بڑا اہم قاعدہ ہے، مگر افسوس کہ مصطلح الحدیث کے مدونین نے اس کو ذکر نہیں کیا، البتہ حافظؒ نے فتح الباری میں کئی جگہ اس قاعدے سے تعرض کیا ہے۔ مولانا (بنوریؒ) فرماتے تھے کہ میں نے ان مقامات کی تلاش کے لیے پوری فتح الباری کا مطالعہ کیا، تب معلوم ہوا کہ حافظؒ نے پوری کتاب میں دس سے زیادہ جگہوں پر اس قاعدے سے تعرض کیا ہے۔

۲:...... حضرت شاہ صاحبؒ نے اختلافِ صحابہؓ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''ابوزید دبوسیؒ نے بالکل صحیح فرمایا کہ جب کسی مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو تو وہاں منشائے اختلاف کا معلوم کرنا اور اس نزاع کا فیصلہ چکانا بڑا دشوار ہے''۔

مولانا فرماتے تھے کہ اس حوالہ کی تلاش کے لیے میں نے دبوسیؒ کی کتاب ''تأسیس النظر'' پوری پڑھی، مگر یہ حوالہ نہیں ملا، خیال آیا کہ یہ حوالہ دبوسیؒ کی دوسری دو کتابوں ''أسرار الخلاف'' یا ''تقویم الأدلة'' میں ہوگا، مگر وہ دونوں غیر مطبوعہ تھیں اور میرے پاس موجود نہیں تھیں، پھر خیال آیا کہ یہ حوالہ بالواسطہ ہوگا یا تو شیخ عبدالعزیز بخاریؒ کی کتاب ''کشف الأسرار'' کے حوالہ سے ہوگا یا ابن امیر الحاجؒ کی شرح ''التحریر'' کے واسطہ سے، چنانچہ ان دونوں کتابوں کا بہت سا حصہ مطالعہ کرنے کے بعد دونوں میں یہ حوالہ مل گیا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا کو اس تخریج میں کتابوں کی کس قدر ورق گردانی کرنا پڑی اور اس کے لیے اپنی کتنی صلاحیتیں وقف کرنا پڑیں، اس طرح ''العرف الشذی'' کی تحقیق و تخریج میں ''معارف السنن'' کا مصالحہ تیار ہوگیا اور اسی تخریج کو آپؒ نے جدید طرز پر مدون کر کے ''معارف السنن'' تالیف فرمائی۔

ڈابھیل میں شیخ الحدیث کے منصب پر

مولانا بنوریؒ جب سفرِ مصر سے واپس آئے تو گجرات کے مشہور مدرسہ جامعہ ڈابھیل میں صدارتِ تدریس کے لیے آپؒ کا انتخاب ہوا اور اس طرح آپ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ درسِ حدیث کے وارث ہوئے۔ مولانا نے بخاری شریف اور بعض دیگر صحاح کی کتابوں کا درس شروع فرمادیا۔ راقم الحروف جامعہ کے درجۂ پنجم کا طالب علم تھا، اس سال کے دورہ کے طلبہ نے سنایا کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ جب جامعہ کے دار الحدیث میں مسندِ درس پر تشریف لائے تو اپنے استاذ کی یاد تازہ ہوگئی اور سبق شروع کرنے سے پہلے زار و قطار رونے لگے، فرماتے تھے کہ یہ بھی اشراط الساعۃ میں ہے کہ علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایسے علم کے سمندر کی مسند پر آج مجھ جیسا ادنیٰ طالب علم بیٹھا ہے اور جس جگہ پر بیٹھ کر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس دیتے تھے، اس سے تھوڑا ہٹ کر بیٹھ کر درس شروع کرایا، یہ ان کے بلند اخلاق اور اپنے اساتذہ کی عظمت وتوقیر کی نشانی تھی۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی شہرت دور دور پھیل چکی تھی، اطراف کے مدارس کے بعض اساتذۂ حدیث بھی ڈابھیل تشریف لاکر اپنے اشکالات حل کرتے تھے، اس طرح حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود پورے علاقہ کے علماء وفضلاء کے لیے باعث خیر وبرکت تھا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ذی استعداد نوجوان علماء کی علمی رہنمائی کرکے اُنہیں بہترین اساتذہ بنایا۔

پاکستان کا سفر اور دار العلوم ٹنڈوالہ یار میں علم حدیث کی خدمت

پاکستان بننے کے بعد ہندوستان میں کچھ حالات ابتر رہے اور مدارس میں طلبہ کی تعداد بھی کم رہ گئی، اس لیے کہ پنجاب، سندھ، سرحد کے طلباء، دوسری طرف مشرقی بنگال کے طلباء کی آمد بند ہوگئی، ادھر پاکستان میں علامہ عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا احتشام الحقؒ و دیگر علماء کرام پاکستان میں دار العلوم دیوبند کے طرز کی درسگاہیں قائم کرنے کے منصوبے بنارہے تھے، چنانچہ ان ہی اکابرین کی نظر انتخاب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ پر بھی پڑی اور حضرتؒ کو وہاں بلایا گیا۔

ٹنڈوالہ یار خان میں شیخ التفسیر کے منصب پر

حضرت بنوریؒ ٹنڈوالہ یار میں شیخ التفسیر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے، نیز حدیث پاک کے اسباق بھی جاری رہے، مگر قدرت کو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور کام لینا تھا، اس لیے دار العلوم ٹنڈوالہ یار میں کچھ ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ علامہ مستعفی ہوکر کراچی تشریف لائے۔

(جاری ہے)

محدثِ جلیل علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

اور خدمتِ حدیث

(دوسری قسط)

مولانا عبداللہ سورتی

کراچی میں ''جامعۃ العلوم الاسلامیۃ'' کی تاسیس

کراچی تشریف لاکر سخت بے سروسامانی کی حالت میں توکلاً علی اللہ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں کن کن مراحل سے گزرے، اس کی تفصیل آپ کی مفصل سوانح میں موجود ہے، اس مختصر مقالہ میں اس کو ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔

تخصص فی الحدیث

اس جامعہ کا جو نصاب مقرر ہوا، اس میں حدیث شریف اور علوم حدیث کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور ابتدا ہی سے اپنے جامعہ میں ''تخصص فی الحدیث'' کا شعبہ قائم فرما کر اس فن شریف کی اہم خدمت انجام دی۔ ''جامعۃ العلوم الاسلامیۃ'' کے جن فضلا کو مختلف عنوانات پر کام سپرد ہوا، اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	نام متخصص	عنوانِ مقالہ
۱	مولوی محمد اسحاق سلہٹی	كتابة الحديث وأدوار تدوينه
۲	مولوی عبدالحکیم سلہٹی	وسائل حفظ الحديث وجهود الأمة فيه
۳	مولوی محمد زمان ڈیروی	الكتب المدونة فى الحديث وأصنافها وخصائصها
۴	مولوی عبدالحق ڈیروی	مصطلح الحديث وأسماء الرجال والجرح
۵	مولوی حبیب اللہ سرحدی	الصحابةؓ وما رووه من الأحاديث
۶	مولوی حبیب اللہ مختار دہلویؒ	السنة النبوية والقرآن الكريم
۷	مولوی عبدالرؤف ڈھاکوی	السنة النبوية والإمام الأعظم أبوحنيفةؒ
۸	مولوی محمد انور شاہ بنوی	المسائل الستة من مصطلح الحديث

۹	مولوی مفیض الدین ڈھاکوی	حاجة الأمة إلى الفقه والاجتهاد
۱۰	مولوی مہر محمد میانوالویؒ	الكوفة وعلم الحديث
۱۱	مولوی عبدالغفور سیالکوٹی	الإمام الطحاويّ وميزته في الحديث بين محدثي عصره
۱۲	مولوی عبدالقادر کھلنوی	الإمام الطحاويّ وميزته في الحديث بين محدثي عصره (اردو)
۱۳	مولوی عبدالحق بریسالی	عبد الله بن مسعودؓ من بين فقهاء الصحابةؓ وامتيازه في الفقه
۱۴	مولوی محمد امین اورکزئیؒ	مسانيد الإمام الأعظم أبي حنيفةؒ ومروياته من المرفوعات والآثار
۱۵	مولوی اظہار الحق چاٹگامی	مشايخ أبي حنيفةؒ وأصحابه
۱۶	مولوی محمود الحسن میمن شاہی	الإمام أبو يوسفؒ محدثًا وفقيهًا

(خصوصی نمبر، ص: ۲۶۰)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں کیسے رجال تیار کرنے میں مصروف تھے۔ محدث العصر علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث میں حسب ذیل کام چھوڑا ہے:

۱:...''معارف السنن''۔ ۲:...''عوارف المنن'' مقدمة ''معارف السنن''۔ ۳:...مقدمة ''فيض الباری''۔ ۴:...مقدمة ''نصب الرأية''۔ ۵:...مقدمة ''أوجز المسالک''۔ ۶:...مقدمة ''لامع الدراری''۔ ۷:...''جامع ترمذی کی تقریر ''العرف الشذی'' کی تصحیح فرمائی، جس کا نسخہ محفوظ ہے۔

ان کے علاوہ اپنے دو ہونہار اور فاضل شاگردوں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مشکل الآثار''،(۱) اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن میں ''وفی الباب'' پر ''لب اللباب''،(۲) کے نام سے عظیم الشان کام کروایا۔

''شرح معانی الآثار'' کی اہمیت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبقریت اور فقہ وحدیث میں ان کی مہارت وحذاقت کے بڑے مداح تھے، فرماتے تھے کہ: ''ان کے معاصرین میں بھی کوئی ان کا ہمسر نہیں تھا اور بعد کے محدثین میں بھی کسی کو ان کے مقام رفیع تک رسائی نصیب نہیں ہوئی۔'' حضرتؒ نے تخصص فی الحدیث کے بعض شرکا کو مقالہ نویسی کے لیے

(۱) یہ درحقیقت ''شرح معانی الآثار'' پر مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ کا کام ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔(ادارہ)

(۲) ''سنن ترمذی'' کے ''وفی الباب'' کی احادیث کی تخریج کا یہ کام حضرتؒ نے خود شروع فرمایا تھا، انجام کار مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوا، ''کشف النقاب عما یقوله الترمذی وفی الباب'' کے نام سے پانچ جلدیں منظر عام پر آئی ہیں۔(ادارہ)

یہ موضوع دیا تھا: ''الإمام الطحاویؒ ومیزته بین معاصریه ''یعنی مثال و نظائر سے یہ ثابت کیا جائے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کو ابن جریرؒ، ابن خزیمہؒ، محمد بن نصرؒ وغیرہ معاصرین پر کن کن امور میں فوقیت حاصل ہے۔

حضرتؒ فرماتے تھے کہ: دار قطنیؒ، بیہقیؒ اور خطیبؒ تینوں مل کر حدیث میں طحاوی رحمہ اللہ کے ہم سنگ ہوتے ہیں، مگر تفقہ اور عقلیت میں طحاوی رحمہ اللہ کا پلہ پھر بھی بھاری رہتا ہے۔''

امام طحاوی رحمہ اللہ کی تالیفات میں ''شرح معانی الآثار ''امت کے سامنے موجود ہے جو فقہ و حدیث کا مجمع البحرین ہے، مگر افسوس ہے کہ اب تک دیگر کتب حدیث کی طرح اس کی خدمت نہیں ہوسکی اور اگر ہوئی ہے تو امت کے سامنے نہیں۔ حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے مدۃ العمر اس کا درس دیا اور اس کی تین شرحیں لکھیں، لیکن حیرت ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حلیۂ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔

(الحمد للہ اب دار العلوم دیوبند کے استاذ حدیث، صاحبزادۂ محترم حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہٗ حضرت مولانا محمد ارشد مدنی مدظلہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کی شرح کی طباعت کا سلسلہ شروع فرمادیا ہے، اللہ تعالیٰ اس عظیم خدمت پر ان کو اجر عظیم عطا فرماوے اور جلد از جلد مکمل کتاب طبع ہو کر علمی حلقوں میں پہنچ جائے، آمین) [1]

اور بھی کئی نامور اہل علم نے اس پر کام کیا ہے، مگر کسی کی محنت منظر عام پر نہیں آئی۔

حضرت رحمہ اللہ محسوس فرماتے تھے کہ اس پر مندرجہ ذیل پہلو پر کام کرنے کی ضرورت ہے:

الف:...... رجالِ سند کی تحقیق جس کی روشنی میں حدیث کا مرتبہ متعین ہوسکے۔

ب:...... متون کی تخریج جس سے ایک طرف تو امام طحاوی رحمہ اللہ کی ہر روایت کے متابعات و شواہد سامنے آجائیں اور طحاوی رحمہ اللہ کی احادیث کے قبول کرنے میں بعض لوگوں کو جو کھٹکا ہوتا ہے، وہ دور ہوجائے۔ اسی کے ساتھ دیگر کتب حدیث میں اس حدیث کی نشاندہی کرنے سے ان کتابوں کی شروح کی طرف مراجعت آسان ہوجائے۔ دوسرے حدیث کے متعدد طرق میں وارد شدہ الفاظ بیک نظر سامنے آنے سے حدیث کی مراد بھی واضح ہوجائے۔

ج:...... امام طحاوی رحمہ اللہ ائمہ احناف کے مسلک کی تصریح کرجاتے ہیں اور دیگر مجتہدین کے مذاہب کی طرف اجمالاً اشارہ کرجاتے ہیں، مگر ہر مذہب کے قائلین کی تصریح نہیں فرماتے، ضرورت ہے کہ اس اجمال کو رفع کیا جائے۔

د:...... امام طحاوی رحمہ اللہ نے قریباً ہر مسئلہ میں احادیث و آثار کے علاوہ ''وجه النظر '' کے ذیل میں عقلی دلیل کا التزام فرمایا ہے جو خاصی دقیق اور مشکل ہوتی ہے، اس کی تہذیب و تنقیح کر کے مقصد کی توضیح کی جائے۔

(۱) الحمد للہ! اب یہ کتاب مکمل زیور طبع سے آراستہ ہو کر ۲۳ رجلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے۔ (ادارہ)

ہ:......حضرات متقدمین کے کلام میں اکثر طوالت ہوتی ہے جس سے بعض دفعہ مبتدی کو فہم مطالب میں دقت پیش آتی ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر باب کے مقاصد کی تلخیص کی جائے۔ یہ کام متقدمین میں سے حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کر چکے ہیں، لیکن ان کی یہ تالیفات دستیاب نہیں اور ماضی قریب میں حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تلخیص کی، مگر بہت زیادہ اختصار کی وجہ سے مفید عام نہ ہو سکی۔

و:...... یہ بھی ضرورت ہے کہ ہر باب کی احادیث وآثار کی فہرست مرتب کردی جائے کہ اتنی مرفوع ہیں، اتنی مراسیل، اتنی موقوف اور اتنی مکرر۔

ز:......اور سب سے اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ''شرح معانی الآثار'' کے متن کی تصحیح کی جائے، کیونکہ اس میں بکثرت اغلاط ہیں، بعض اغلاط تو ایسی ہیں کہ جن سے عبارت ناقابل فہم بن گئی ہے یا مفہوم بالکل مسخ ہو چکا ہے اور تعجب ہے کہ حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سامنے جو نسخہ تھا، اس میں بھی یہ اغلاط موجود تھیں۔ حضرتؒ چاہتے تھے کہ مندرجہ بالا امور کو پیش نظر رکھ کر طحاوی شریف پر کام کیا جائے، چنانچہ آپؒ نے اپنے تلمیذ سعید مولانا محمد امین صاحب زید مجدہٗ کو اس کام پر مامور فرمایا۔

مولانا نے حضرتؒ کی رہنمائی میں جو کام کیا، اس کا انداز یہ ہے:

اولاً:... ہر باب کی تلخیص۔ ثانیاً:...اس تلخیص کے ضمن میں مذاہب ائمہ کا بیان۔

ثالثاً:...ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مذاہب ان کی کتب فقہ سے بقید حوالہ نقل کرنا۔

رابعاً:...زیر بحث باب کے آثار کی تعداد اور تفصیل۔

خامساً:...نمبر وار باب کی ہر حدیث کی تخریج۔ سادساً:...اصل کتاب کی حتی المقدور تصحیح۔

سابعاً:...حضرت اقدسؒ کی خواہش کے مطابق ہر باب کے آخر میں اس بحث کے متعلق حنفیہؒ کی مؤید احادیث وآثار کا اضافہ جو ''شرح معانی الآثار'' میں نہیں، مولانا محمد امین صاحب نے بڑی محنت وجانفشانی سے یہ کام کیا اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتب کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا:

۱:...تاریخ بغداد، خطیب بغدادیؒ، ۱۴ رمجلدات۔ ۲:...حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفہانیؒ، ۱۰ رمجلدات۔ ۳:...طبقات، ابن سعدؒ، ۸ رمجلدات۔ ۴:...تاریخ کبیر، امام بخاریؒ، ۸ رمجلدات۔ ۵:...الکنی، ابی بشر دولابیؒ، ۲ رجلدیں۔ ۶:...معجم صغیر، طبرانیؒ، ایک جلد۔ ۷:...تاریخ جرجان، ارجلد۔

پھر ان سب کتابوں کی تمام احادیث وآثار کو کتب حدیث وفقہ کی ترتیب پر مرتب کیا، مولانا موصوف نے تو صرف اپنی تخریج کے لیے یہ کام کیا تھا، مگر یہ بجائے خود ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جس پر علمی دنیا کو ممنون ہونا چاہیے۔'' (۱) (خصوصی نمبر، ص:۲۶۷)

(۱) مولانا نے حضرت کی نگرانی میں اس کتاب کی شرح وتعلیق اور رجال کی تحقیق کا کام شروع فرمایا تھا، الحمد للہ ''نثر الأزهار علی شرح (جاری)

’’سنن ترمذی‘‘ پر عربی زبان میں ایک گراں قدر مضمون

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا دمشق کے ’’مجلة المجمع العلمي العربي‘‘ میں ایک اہم مضمون شائع ہوا تھا، جس میں شیخ نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی خصوصیات پر محدثین وائمہ کے کلام کو سامنے رکھ کر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں احادیث نبویہ کو آٹھ قسموں میں جمع کردیا ہے:

ا:...عقائد ودینی اصول، ۲:...شرعی احکام، عبادات ومعاملات اور حقوق العباد سے متعلق احادیث، ۳:...تفسیر قرآن، ۴:...آداب واخلاق، ۵:...سیرت وشمائل نبوی، ۶:...مناقب صحابہؓ، ۷:...رقاق، وعظ ونصیحت اور ترغیب وترہیب سے متعلق احادیث (جسے ’’کتاب الزهد‘‘ کا نام دیا جاتا ہے) اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’کتاب الزهد‘‘ کی نظیر صحاح ستہ میں نہیں ملتی، ۸:...علاماتِ قیامت سے متعلق احادیث۔

یہ اقسام اگرچہ صحیح بخاری میں بھی ہیں، لیکن وہ شروط کی سختی کے سبب احادیث کے ذخیرہ کو جمع نہ کرسکے۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’کتاب الزهد، کتاب الدعوات، کتاب التفسير‘‘ کا مقابلہ بخاری شریف کے ان ابواب سے کریں، حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

۲:......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث پر صحت، حسن، غرابت اور ضعف کے اعتبار سے جو حکم لگایا ہے، وہ پڑھنے والوں اور تحقیق کرنے والوں کے لیے بہت نافع اور اہم چیز ہے۔

۳:......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ائمہ کے مذاہب اور امت کے تعامل کو خوب عمدگی سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اختلافی مسائل بیان کرنے والی دیگر کتب احکام وغیرہ بہت سی کتابوں سے مستغنی کردے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ایک خصوصیت ہے جس میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے مذاہب پر مطلع ہونا اور ایسے مذاہب جن پر عمل متروک ہوچکا ہے، جیسے کہ شام کے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، عراق کے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، خراسان کے امام اسحاق ابراہیم مروزی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کے مذاہب پیش کرنا یہ بڑا ادقیق ونادر علم ہے، جس پر لوگ صرف امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتاب کے ذریعہ ہی مطلع ہوسکتے ہیں۔

۴:......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء امت کے مذاہب کو دو قسموں پر تقسیم کیا اور ہر قسم کے لیے الگ باب قائم کیا، جس میں اس مسئلہ کو ثابت کرنے والی حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس طرح احکام سے متعلق متعارض احادیث کو دو باب میں تقسیم کردیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات ایک قسم کی تائید کرتے ہیں اور اس کو تفقہ یا تحدیث یا تعامل کے اعتبار سے راجح قرار دیتے ہیں یا دونوں میں جمع ہوسکے تو تطبیق دیتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ) معاني الآثار ’’ کے نام سے اس کی دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، افسوس کہ مولانا اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے اور ’’کتاب السير‘‘ تک ہی پہنچے تھے کہ شہادت کا واقعہ پیش آگیا، رحمه الله تعالیٰ وغفر له، شنید ہے کہ اب بقیہ غیر مطبوعہ مسودے پر بھی کام جاری ہے، اللہ کرے کہ جلد طبع ہوکر علمی حلقوں تک پہنچے۔ (ادارہ)

۵:...... سند میں مذکور رواۃ اگر کنیت کے ساتھ ہوں تو ان کا نام بتلا دیتے ہیں اور اگر نام سے مذکور ہوں تو ان کی کنیت۔ عام طور سے ایسا اس مقام پر کرتے ہیں جہاں غموض اور خفاء یا ضرورت ہو۔ علماء حدیث نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں دولابی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الأسماء والکنی'' سب سے عمدہ ہے۔

۶:...... روایات ذکر کر کے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جرح وتعدیل کرتے ہیں اور کسی خاص شرط کے پابند نہ ہونے کی تلافی اس جرح وتعدیل سے کیا کرتے ہیں اور حدیث کا درجہ، صحت، حسن اور غرابت کے اعتبار سے متعین کر کے اس کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔

۷:...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل کرنے کے بعد بسا اوقات نہایت عمدہ حدیثی ابحاث اور اسنادی فوائد لاتے ہیں جو اور کتابوں میں نہیں پائے جاتے، چنانچہ حدیث کے موصول، مرسل، موقوف اور مرفوع ہونے کو بتلاتے ہیں کہ راوی حدیث صحابیؓ ہے یا تابعیؒ اور حدیث کا جرح کیا ہے؟

۸:...... عام طور پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ہر باب میں حدیث کے متعدد طرق اور ساری روایات ذکر کرنے کی بجائے صرف ایک حدیث ذکر کرتے ہیں اور ایک طریق ہی لاتے ہیں، خصوصاً احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث میں، اسی لیے جامع ترمذی میں احادیثِ احکام کا ذخیرہ کم ہے، البتہ اس کی تلافی وہ اس طرح کرتے ہیں کہ اس باب میں اور موضوع سے متعلق دیگر جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں، ان کو ذکر کر دیتے ہیں، اس طرح سے باب میں جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث ہوتی ہیں ان کی تعداد معلوم ہو جاتی ہے، جو ائمہ نقد ومحققین کے یہاں بڑی قابل قدر خدمت ہے اور ذوقِ قدیم وجدید دونوں کے لیے بڑی پر کیف خدمت ہے۔ وہ ''فی الباب عن فلان وفلان'' کہہ کر اسی استیعاب سے نام گنوا دیتے ہیں کہ جس کی تفتیش وتخریج کے لیے ہزاروں صفحات اور بیسیوں بڑی بڑی جلدوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے، لیکن پھر بھی بعض اوقات وہ حدیث نہیں ملتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ''وفی الباب'' والی احادیث کی تخریج حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اللباب'' نامی کتاب میں کی، لیکن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس کو ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ مجھے وہ کتاب مل نہ سکی۔ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں نے حرمین شریفین، قاہرہ اور آستانہ کے عظیم الشان کتب خانوں میں اُسے تلاش کیا، لیکن ''اللباب'' نہ مل سکی''۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ان کے شیخ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ''وفی الباب'' والی احادیث کی تخریج کی تھی، وہ بھی کہیں دستیاب نہیں، حافظ ابن سید الناس یعمری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شروح میں ''ما فی الباب'' کی تخریج کا التزام کیا ہے۔

۹:...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مشکل احادیث کی گاہے بگاہے تفسیر وتاویل بھی کرتے جاتے ہیں، کبھی اپنے الفاظ میں اور کبھی ائمۂ فن کے کلام سے، جیسے کہ ''کتاب الزکوۃ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی

حدیث ''أنا اللّٰہ یقبل الصدقۃ ویأخذھا بیمینہ الخ '' ذکر کی اور فرمایا: اہل علم اس حدیث اور اس جیسی ذات وصفات سے متعلق احادیث کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: ''ان احادیث میں جس طرح آیا ہے، اسی طرح تسلیم کیا جائے گا، اس کی کیفیت نہیں معلوم کریں گے، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات اس جیسی صفاتِ الٰہیہ سے متعلق احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: بغیر کیفیت اور حقیقت بیان کئے اسی طرح اُن کو مان لو، یہی علماءِ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے''۔

۱۰:...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب میں غریب احادیث لاتے ہیں اور صحیح اور مشہور احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور ''وفی الباب عن فلان وفلان '' میں اس کی طرف اشارہ کردیتے ہیں، یہ کوئی عیب نہیں ہے، اس لیے کہ اس حدیث میں جو ضعف اور عیب ہوتا ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس کی صراحت کردیتے ہیں، یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں جب حدیث کے طرق بیان کرتے ہیں تو پہلے جو کمزور یا غلط ہوتا ہے اُسے لاتے ہیں، پھر اس کے مخالف صحیح اور قوی لاتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مجلۃ المجمع العلمی العربی، ج:۳۲، ص:۳۰۸)

(جاری ہے)

بچوں کے لیے دل چسپ اور اہم کتابیں

آیئے! بھلائی چاہیں

● کہانی کے انداز میں بچوں کو دوسروں کے ساتھ بھلائی کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔

● انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات، جس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کو بیان کیا گیا ہے۔

ہمدردی کیجیے

● ہمدردی کے فضائل......

● دل چسپ واقعات......

● اور بزرگوں کے اقوال...... کے ذریعے بچوں میں ہمدردی کا جذبہ اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اجازت لیجیے

● اجازت کب لی جائے......؟ اجازت لینے کے کیا کیا آداب ہیں......؟ اگر اجازت نہ ملے تو کیا کریں......؟ ان سب باتوں کے جوابات دل چسپ واقعات کی صورت میں پڑھیے۔

ای میل: info@mbi.com.pk ویب سائٹ: www.mbi.com.pk

مکتبہ بیت العلم

دکان نمبر 2، شرمین ٹیرس، گوالی لائن نمبر 2، اردو بازار، کراچی فون: 34229445-21-92+ موبائل: 2583199-322-92+ ، 3647578-312-92+

17 الفضل مارکیٹ، نزد جاوید پبلشرز، اُردو بازار، لاہور فون: 37112356-42-92+ موبائل: 2423840-334-92+

محدثِ جلیل علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

اور خدمتِ حدیث

(تیسری اور آخری قسط)

مولانا عبداللہ سورتی

''عوارف المنن'' مقدمة ''معارف السنن''

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''معارف السنن'' کا ایک مفصل مقدمہ لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا، مگر اس کی ایک جلد کتابی شکل میں طبع ہوسکی، اس مقدمہ کا دو تہائی حصہ مکمل ہو چکا تھا، مگر افسوس کہ بقیہ کام ادھورا ہی رہ گیا، وللّٰه الأمر من قبل ومن بعد۔ (۱)

''معارف السنن'' شرح ''جامع الترمذی''

یہ کتاب حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم کارنامہ شمار ہوتی ہے، طلبۂ حدیث شریف اور اہلِ علم کے لیے نادر تحفہ ہے۔ اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر حفظہ اللہ تعالیٰ نے بہت جامع تبصرہ فرمایا ہے۔ موصوف ''معارف السنن'' کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

''انه أوسع شرح لمذاهب الأئمة المتبوعينؒ من مصادرها الموثوقة وبيان تعامل الأمة وأوثق مصدر لأدلة الإمام أبي حنيفة رحمه الله في الخلافيات بين الأئمة وأكمل شرح لجامع الترمذي من جهة استيفاء المباحث حديثًا وفقهًا وأصولاً وما إلى ذلك من مهمات علمية وأحسن شرح لحل المشكلات وتوضيح المغلقات بعبارات أدبية وأسلوب رائع وأجمل شرح لأقوال إمام العصر مسند الوقت الشيخ محمد أنور شاه الكشميري رحمه الله في شرح الحديث في أماليه ومؤلفاته ومذكراته المخطوطة ورسائله المطبوعة وأشمل كتاب يحتوي على فوائد من شتى العلوم ونفائس الأبحاث روايةً ودرايةً، فقهًا وحديثًا، عربيةً وبلاغةً وأبدع تأليف جمع بين جمال التعبير وحسن الترتيب ومتانة البحث ورزانة البيان واستقصاء كل باب من غرر النقول لأولي الألباب وصلى الله على سيدنا محمد وآله وأصحابه وسلم''۔

(۱) ''عوارف المنن'' کے دستیاب مسودے پر بھی کام جاری ہے، ان شاء اللہ! جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گا۔ (ادارہ)

محدثِ جلیل علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

اور خدمتِ حدیث

(تیسری اور آخری قسط)

مولانا عبداللہ سورتی

''عوارف المنن'' مقدمة ''معارف السنن''

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''معارف السنن'' کا ایک مفصل مقدمہ لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا، مگر اس کی ایک جلد کتابی شکل میں طبع ہوسکی، اس مقدمہ کا دو تہائی حصہ مکمل ہو چکا تھا، مگر افسوس کہ بقیہ کام ادھورا ہی رہ گیا، وللّٰہ الأمر من قبل ومن بعد۔ (۱)

''معارف السنن'' شرح ''جامع الترمذی''

یہ کتاب حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم کارنامہ شمار ہوتی ہے، طلبۂ حدیث شریف اور اہلِ علم کے لیے نادر تحفہ ہے۔ اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر حفظہ اللہ تعالیٰ نے بہت جامع تبصرہ فرمایا ہے۔ موصوف ''معارف السنن'' کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

''انه أوسع شرح لمذاهب الأئمة المتبوعينؒ من مصادرها الموثوقة وبيان تعامل الأمة وأوثق مصدر لأدلة الإمام أبي حنيفة رحمه الله في الخلافيات بين الأئمة وأكمل شرح لجامع الترمذی من جهة استيفاء المباحث حديثًا وفقهًا وأصولاً وما إلیٰ ذلک من مهمات علمية وأحسن شرح لحل المشكلات وتوضيح المغلقات بعبارات أدبية وأسلوب رائع وأجمل شرح لأقوال إمام العصر مسند الوقت الشيخ محمد أنور شاه الكشميری رحمه الله فی شرح الحديث فی أماليه ومؤلفاته ومذكراته المخطوطة ورسائله المطبوعة وأشمل كتاب يحتوی علی فوائد من شتی العلوم ونفائس الأبحاث روايةً ودرايةً، فقهًا وحديثًا، عربيةً وبلاغةً وأبدع تأليف جمع بين جمال التعبير وحسن الترتيب ومتانة البحث ورزانة البيان واستقصاء كل باب من غرر النقول لأولی الألباب وصلی الله علیٰ سيدنا محمد وآله وأصحابه وسلم''۔

(۱) ''عوارف المنن'' کے دستیاب مسودے پر بھی کام جاری ہے، ان شاء اللہ! جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گا۔ (ادارہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ:

''شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں جامع ترمذی کی شرح ''معارف السنن'' ساڑھے تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے، چھ ضخیم جلدوں میں نہایت اہم تصنیف ہے۔''

شیخ جامعہ ازہر فضیلۃ الاستاذ شیخ عبدالحلیم محمود رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

''ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی شروح حدیث پر ''معارف السنن'' کی اعلیٰ توجیہات، بے مثال طرزِ استدلال اور ادب و معانی نے سبقت حاصل کر لی ہے۔''

مولانا سلیم اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ابتدائی دو جلدوں کے مطالعہ سے اس شرح کی جو خصوصیات ہمارے سامنے آئیں، وہ بالاختصار پیش خدمت ہیں:

۱:...... علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی قیمتی آرا اور سنہری تحقیقات کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ حسین پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے۔

۲:...... ''العرف الشذی'' کے مبہم یا موہم مقامات کا تشفی بخش حل پیش کرتے ہوئے امام الحدیث علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نقطۂ نظر کی عمدہ تشریحات کی گئی ہیں۔

۳:...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کی طرف سے احناف پر کیے گئے اعتراضات کا نہایت ہی خوش اسلوبی سے ازالہ کیا گیا ہے۔

۴:...... اسنادی مباحث میں معرکۃ الآرا موضوعات پر انتہائی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے اور اختلاف کی صورت میں قول فیصل بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

۵:...... فقہی اور اسنادی تحقیقات کے علاوہ بعض نحوی، لغوی، کلامی اور اصولی مسائل پر نفیس اور عمدہ تحقیقات اور قیمتی فوائد اس شرح کی زینت ہیں۔

۶:...... متقدمین مثل امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی طرح متاخرین مثل شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات و آرا کو اس شرح میں مولانا مرحوم بہت اہتمام کے ساتھ درج کرتے ہیں۔

۷:...... بعض حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و ائمہ فقہ و حدیث رحمہم اللہ کے احوال اس شرح میں اس قدر بسط و تفصیل کے ساتھ آ گئے ہیں کہ یکجا کسی دوسرے مقام پر اتنی تفصیل کے ساتھ ملنا دشوار ہے۔

۸:...... خاص خاص مسائل پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کا بہت اچھا تعارف کرایا ہے، جس کو دیکھ کر قاری میں ان کتابوں کے مطالعہ کا شوق کروٹیں لیتا ہے۔

۹:.....نقل مذاہب میں یہ احتیاط برتی گئی کہ اصل مأخذ سے ہی ان کو لیا گیا ہے، مثلاً شوافع کا مذہب کتب شوافع کی مراجعت کے بعد درج کیا گیا ہے، اسی طرح یہی احتیاط حنابلہ اور مالکیہ کے مذاہب نقل کرتے وقت کی گئی ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ ''تسامح فی النقل'' کی وہ خامی جو دوسرے مذاہب نقل کرتے وقت بالعموم پیش آجاتی ہے، اس سے یہ شرح محفوظ ہے۔

۱۰:.....احناف کے اقوال نقل کرتے وقت عموماً متقدمین کی کتابوں پر اعتماد کیا گیا ہے، نیز احناف میں صرف ان حضرات کی تحقیقات کو نقل کیا گیا ہے جن کا مرتبہ حدیث میں مسلم ہے، جیسے طحاویؒ، عینیؒ اور صاحب بدائعؒ وغیرہ، تلک عشرۃ کاملۃ۔ (خصوصی نمبر، ص:۳۹۴-۳۹۵)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تلمیذ شیخ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جنہوں نے ندوۃ العلماء میں ترمذی شریف کا درس دیا ہے، تحریر فرماتے ہیں:

''معارف السنن'' کے مطالعہ سے مولانا بنوری مرحوم کی علمی خصوصیات اور خاص کر فن حدیث میں ان کے رسوخ و تبحر اور وسعتِ مطالعہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت الاستاذ الامام الکشمیری قدس سرہٗ کی خاص تحقیقات سے واقفیت کا سب سے زیادہ مستند ذریعہ بھی اس عاجز کے نزدیک ''معارف السنن'' ہی ہے''۔ (خصوصی نمبر، ص:۶۸۰)

خود علامہ بنوری رحمہ اللہ نے ''معارف السنن'' کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

''فهذه هي ''معارف السنن'' وما أدراک ماهي ''معارف السنن''؟ شرحٌ لِأنفاسِ إمامِ العصر المحدث الكبير الكشميريؒ في درس ''جامع الترمذي'' وتوضيحٌ لأماليه وجمعُ دُرَرِهِ المبعثرة في مذكراته وتآليفه بتعبير قاسيت فيه العناءَ وترتيب طال لأجله الرقاد واستيفاء لكل موضوع من غرر النقول عثرت عليها بعد بحث طويل الخ''۔ (خصوصی نمبر، ص:۲۰۴)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کو اس دور میں علمی و دینی خدمات کے لیے نہ صرف چن لیا تھا، بلکہ ان کے کاموں میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی تھی، ان کے علم و فضل کا سب سے بڑا شاہکار جامع ترمذی کی شرح ''معارف السنن'' ہے جو تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور چھ جلدوں میں شائع ہوچکی ہے، چونکہ پچھلے سات سال سے دار العلوم کراچی میں جامع ترمذی کا درس احقر کے سپرد ہے، اس لیے بفضلہ تعالیٰ مولانا کی اس کتاب کے مطالعہ کا خوب موقع ملا اور اگر میں کہوں تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ احقر کو اس کتاب کا ایک ایک صفحہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے، لہٰذا میں بلاخوفِ تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر حضرت

علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے محدثانہ مذاق کی جھلک کسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے تو وہ ''معارف السنن'' ہے، افسوس ہے کہ علم وفضل کا یہ خزانہ تشنۂ تکمیل رہ گیا اور ''کتاب الحج'' کے بعد اس کی تصنیف آگے نہ بڑھ سکی الخ۔'' (خصوصی نمبر، ص:۶۹۱)

حنفیت اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

ہم نے لکھا ہے کہ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے ذریعہ حنفیت کی بے بہا خدمت کی ہے اور مسائل خلافیہ میں حنفیہ کے موقف کو روایت و درایت کی پوری قوت سے ثابت کیا ہے۔ اس سلسلہ میں چند نمونے پیش ہیں:

۱:...... مسئلۂ تیمم: معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین ایک طرف ہیں، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ دوسری جانب۔ احادیث صحاح جمہور محدثین کی مؤید ہیں، احادیثِ حسان اور قیاس فقہا کے ساتھ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی احادیثِ صحاح سے متاثر ہیں اور تقریباً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے حافظؒ پر شدید تعقبات کرتے ہیں اور ان کے کلام کا فاضلانہ رد کرتے ہیں اور فقہا کے مسلک کو روایت و درایت سے ثابت کرتے ہیں اور حدیث عمار بن یاسرؓ جو بقول محدثین ''أصح ما فی الباب'' ہے، اس میں اضطراب ثابت کر کے دوسری روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے دو واقعے ہیں، اس کی فاضلانہ تحلیل کرتے ہیں اور مسئلہ منقح ہو جاتا ہے اور فقہائے کبار کا مسلک روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ (مسئلہ تیمم معارف السنن، ج:۱، ص:۲۳۹)

۲:...... مسئلہ آخر وقت ظہر: یہ مسئلہ بھی معرکۃ الآرا ہے۔ حدیث جبرئیلؑ بظاہر حجازیین کی مؤید ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ میں مختلف روایات ہیں، ان میں جمع و تطبیق اور مسلک امام کی ترجیح اور اپنے شیخ کی تحقیق کی روشنی میں فاضلانہ بحث اس کتاب کی خصائص میں سے ہے۔

۳:...... مسئلۂ تأمین: مشہور مسئلہ ہے، سفیانؒ و شعبہؒ کی روایتوں کا اختلاف، طریق شعبہ پر محدثین کے اعتراضات اور اس کے مسکت جوابات اور ترجیح روایت شعبہ پر دونوں روایتوں کو جمع، ''تذئیل'' کے عنوان سے اپنے شیخ کے کلام کی شرح و تلخیص، جہر للتعلیم کے نظائر، مد اور خفض کو جمع کرنا قابل ملاحظہ ہے۔'' (معارف السنن، ج:۲، ص:۴۰۰، بحوالہ خصوصی نمبر، ص:۱۶۱)

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا درسِ بخاری شریف

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پچاس برس حدیث پاک کا درس دیا ہے، خاص طور پر امام محمد بن

اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی الجامع الصحیح، امام محمد ابوعیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن اور ابوداؤد شریف اکثر درس میں رہیں۔ حضرتؒ کے ایک امریکی نومسلم تلمیذ رشید جو انگریزی کے ادیب تھے، ساتھ ساتھ عربی زبان میں بہت عمدہ گفتگو کرتے تھے، شیخ الازہر نیوٹاؤن تشریف لائے تو ان کی عربی تقریر سن کر مبہوت رہ گئے، ان کا نام نامی ''محمد یوسف طلال'' ہے، فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الجامع الصحیح'' سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ چالیس سال سے زیادہ اس کتاب کا درس دیتے رہے، متناً وسنداً، درایۃً وروایۃً، ذوقاً ووجداناً اس کتاب کے علمی نکات، حقائق ودقائق اور غوامض ومشکلات کی جامع ترین تشریح وتوضیح نہایت دلبستگی کے ساتھ کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے مولانا مرحوم سے کہا کہ ''أری البخاري ینعشکم'' (کہ میرے خیال میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آپ کے لیے فرحت افزا ہے) انہوں نے بہت خوش ہوکر فرمایا: ''نعم، نعم، ھو ینعشني'' (ہاں! ہاں! میرے لیے فرحت بخش ضرور ہے) ان کا کمال تھا کہ اُن کے طرزِ تدریس سے ایک قدیم ترین اسلامی کتاب بالکل تروتازہ ہوکر طلبہ کی آنکھوں کے سامنے زندہ ہو جاتی تھی، فرمایا کرتے تھے کہ میں اس لیے بخاری شریف پڑھاتا ہوں کہ اس میں نہ صرف اوراق ہیں، بلکہ اس میں دین ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاسِ قدسیہ ہیں، ہدایت واصلاح کا پورا سامان ہے''۔ (خصوصی نمبر، ص:۳۹۹)

علم حدیث میں وسعتِ معلومات

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث میں جو بلند مقام حاصل ہوا اور جو گہرائی آپ کے درس وتالیفات میں پائی جاتی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ آپ نے کتب حدیث کے بہت بڑے ذخیرہ کو اپنے مطالعہ میں رکھا تھا، مولانا محمد طاسین صاحبؒ (مجلس علمی کراچی) تحریر فرماتے ہیں کہ:

''علوم حدیث سے تعلق رکھنے والی جو کتابیں مولانا کے مطالعہ میں آئیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

مقدمة علوم الحدیث المعروف بمقدمة ابن صلاحؒ، التقیید والإیضاح للعراقیؒ، فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث للعراقیؒ، فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث للسخاویؒ، الکفایة فی علم الروایة للخطیبؒ، معرفة علوم الحدیث للحاکمؒ، تدریب الراوی للسیوطیؒ، نزهة النظر شرح نخبة الفکر لابن حجر العسقلانیؒ، ظفر الأمانی فی شرح مختصر الجرجانیؒ لعبد الحی اللکنویؒ، کوثر النبی مع مناظرة الجلی لفرهارویؒ، الباحث الحثیث لابن کثیرؒ، مفتاح السنة للخولیؒ، توجیه النظر إلی أصول علم الأثر للجزائریؒ، شروط الأئمة الخمسة للحازمیؒ،

مقدمة فتح الملهم للعثمانیؒ، مقدمة إعلاء السنن للتهانویؒ، بلغة الغریب فی مصطلح آثار الحبیب للزبیدیؒ، الرسالة المستطرفة للکتانیؒ، بستان المحدثین اور عجالہ نافعہ للشاہ عبد العزیز الدھلویؒ، السنة ومکانتها فی التشریع الإسلامی للسباعیؒ، السنة قبل التدوین لعجاج الخطیبؒ، أضواء علی السنة المحمدیة لأبی ریةؒ، تدوین حدیث لمناظر احسن گیلانیؒ، ابن ماجہؒ اور علم حدیث لعبد الرشید نعمانیؒ وغیرہ۔

جہاں تک متونِ حدیث سے تعلق رکھنے والی کتابوں کا تعلق ہے، ان میں جو درسی کتابیں ہیں، جیسے: صحاحِ ستہ، موطأ مالکؒ، مشکوٰۃ المصابیح، معانی الآثار للطحاویؒ، یہ کتابیں چونکہ مولانا نے درس میں پڑھائی ہیں، لہٰذا ان میں سے ہر کتاب اس کے شروح وحواشی کے ساتھ بار بار مولانا کی نظر سے گزری۔ ''صحیح البخاری'' کی شروح میں سے ''فتح الباری'' اور ''عمدة القاری'' تو ہر سال آپ کے مطالعہ میں رہیں۔ ان کے علاوہ حدیث شریف کی جو کتابیں آپ نے مطالعہ فرمائیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

جامع الأسانید للإمام أبی حنیفةؒ، کتاب الآثار للإمام محمد بن حسن الشیبانیؒ، کتاب الآثار للإمام أبی یوسفؒ، المؤطا للإمام محمد الشیبانیؒ، سنن الشافعیؒ، مسند أحمد بن حنبلؒ، الفتح الربانی للساعاتیؒ، کتاب السنة لعبد الله أحمدؒ، مسند الربیع بن حبیبؒ، مسند أبی داؤد الطیالسیؒ، المصنف لعبد الرزاقؒ، المسند للحمیدیؒ، المصنف لابن أبی شیبةؒ، سنن سعید بن منصورؒ، سنن الدارمیؒ، المنتقی من السنن المسندة عن المصطفی لأبی جارودؒ، مسند أبی عوانةؒ، مشکل الآثار للطحاویؒ، المعجم الصغیر للطبرانیؒ، سنن الدار قطنیؒ، صحیح ابن خزیمةؒ، المستدرک للحاکمؒ، السنن الکبریٰ للبیهقیؒ، الجوهر النقی فی الرد علی البیهقیؒ للترکمانیؒ، الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الأخبار للحازمیؒ، مشارق الأنوار للصغانیؒ، الترغیب والترهیب للمنذریؒ، ریاض الصالحین للنوویؒ، کتاب الأسماء والصفات للبیهقیؒ، شرح السنة للبغویؒ، المحرر فی الحدیث لابن قدامةؒ، عمدة الأحکام من کلام خیر الأنام لعبد الغنی المقدسیؒ، إحکام الأحکام شرح عمدة الأحکام لابن دقیق العیدؒ، المحلی لابن حزمؒ، نصب الرأیة فی تخریج أحادیث الهدایة، جامع العلوم والحکم لابن رجبؒ، طرح التثریب فی شرح التقریب للعراقیؒ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهیثمیؒ، التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیرؒ لابن حجرؒ، الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة لابن حجرؒ، بلوغ المرام من أدلة الأحکام لابن حجرؒ، الجامع الصغیر للسیوطیؒ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناویؒ، تیسیر

الوصول إلى جامع الأصول لابن الديبعؒ، جامع الأصول لأحاديث الرسول لابن الأثير الجزريؒ، كشف الغمة عن جميع الأمة للشعرانيؒ، كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال لعلی متقی الهندیؒ، كنوز الحقائق فی حديث خير الخلائق للمناویؒ، جمع الفوائد للزبيدیؒ، شرح رموز الأحاديث لضياء الدين الكمشحانویؒ، آثار السنن للنيمویؒ، إعلاء السنن لظفر أحمد تهانویؒ، ذخائر المواريث للنابلسیؒ، عمل اليوم والليلة، لطائف المعارف لابن رجبؒ، الحصن الحصين للجزریؒ، علل الحديث لابن أبی حاتمؒ، تأويل مختلف الحديث لابن قتيبةؒ، المقاصد الحسنة للسخاویؒ، كشف الخفاء للعجلونیؒ، الفوائد المجموعة فی الأحاديث الموضوعة للشوكانیؒ، اللآلی المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة للسيوطیؒ، كتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ، التعقبات على الموضوعات للسيوطیؒ، تذكرة الموضوعات لطاهر فتنیؒ، الموضوعات الكبير لملا علی قاریؒ، تنزيه الشريعة المرفوعة للكنانیؒ، أسنی المطالب لابن درويشؒ وغيرها۔

لغاتِ حدیث میں جو کتابیں مولانا کے مطالعہ میں آئیں، وہ یہ ہیں:

النهاية للجزریؒ، الفائق للزمخشریؒ، مجمع البحار لطاهر فتنیؒ اور اسماء الرجال کی ان سب کتابوں کا مولانا نے مطالعہ فرمایا جو مطبوعہ شکل میں عام طور سے دستیاب تھیں، مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی التاريخ الكبير اور كتاب الضعفاء الصغير، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الجرح والتعديل، ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی الطبقات الكبرى، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تذكرة الحفاظ اور اس کے تین ذیل نیز ميزان الاعتدال، المشتبه فی الرجال، سير أعلام النبلاء، تجريد أسماء الصحابةؓ، رسالة فی الرواة الثقات المتكلم فيها، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تهذيب التهذيب، لسان الميزان، تعجيل المنفعة، تقريب التهذيب نیز الإصابة فی تمييز الصحابةؓ اور طبقات المدلسين، علامہ الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ کی خلاصة تذهيب الكمال، ابن القیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کی الجمع بين رجال الصحيحين، طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی المغنی فی أسماء الرجال، ابوتراب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی كشف الأستار عن رجال معانی الآثار، عبدالوہاب مدراسی رحمۃ اللہ علیہ کی كشف الأحوال فی نقد الرجال، الجرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قرة العين فی ضبط أسماء رجال الصحيحين، دولابی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الكنى والأسماء، علامہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کی المؤتلف والمختلف اور کتاب مشتبة النسبة، جمال الدین الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی الجرح والتعديل، مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی الرفع والتكميل، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی الأسماء والصفات، ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی الاستيعاب، ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کی أسد الغابة، ابوعمر الکشی رحمۃ اللہ علیہ کی معرفة الرجال،

حافظ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی التبیین لأسماء المدلسین اور الاغتباط بمن رمی بالاختلاط، محب طبری رحمۃ اللہ علیہ کی الریاض النضرة، علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ کی أنساب الأشراف اور سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الأنساب، وغیرھا من الکتب۔'' (خصوصی نمبر،ص:۴۱۳تا۴۱۵)

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترمذی پر تخریج احادیث کا نمونہ

حضرتؒ نے ''أبواب الطهور'' کے پہلے باب کی حدیث خود تخریج فرمائی اور حضرتؒ اسی طرز پر پوری کتاب پر کام کروانا چاہتے تھے۔

باب لاتُقبل صلوةٌ بغیر طھور

اس باب میں تین حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے:

۱-حدیث أبی الملیح عن أبیه ، نسائیؒ اور ابوداوٗدؒ نے ''باب فرض الوضوء'' میں اور ابن ماجہؒ نے ''باب لاتقبل صلوة بغیر طهور'' میں۔

۲-حدیث أبی هریرةؓ، صحیح بخاریؒ ''باب لاتقبل صلوة بغیر طهور'' میں۔

۳-حدیث انسؓ ، ابن ماجہؒ نے باب مذکور ہی میں، اس لیے ہیثمیؒ کا اُسے ''مجمع الزوائد'' میں ذکر کرنا درست نہیں، لکھتے ہیں اس باب میں مندرجہ ذیل احادیث بھی موجود ہیں:

۱-حدیث أبی بکرةؓ، ابن ماجہ میں۔

۲-حدیث أبی سعیدؓ، طبرانی اوسط اور بزار میں۔اس میں عبیداللہ بن یزید القیر وانی ہے۔

۳-حدیث ابن مسعودؓ، طبرانی کبیر میں۔اس میں عبادہ بن احمد عزرمی متروک راوی ہے۔

۴-حدیث عمران بن الحصینؓ ، طبرانی کبیر میں۔ہیثمیؒ کہتے ہیں: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

۵-حدیث أبی سبرة، طبرانی کبیر میں۔اس میں یحییٰ بن یزید بن عبداللہ بن انیس ہے جو ہیثمیؒ کے یہاں غیر معروف ہے۔

۶-حدیث أبی الدرداءؓ، طبرانی کبیر میں۔ہیثمیؒ کہتے ہیں: اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۷-حدیث ابن سبرة عن أبیه عن جده، طبرانی اوسط میں۔

۸-حدیث جدة رباح بن عبد الرحمٰن ، مسند احمد میں۔اس کی سند میں ابوثفال ہے اور بقول امام بخاریؒ جس کی احادیث قابل نظر ہیں۔ (ملاحظہ ہو: ''مجمع الزوائد'')

۹-حدیث سعد بن عمارةؓ، طبرانی کبیر میں۔بقول ہیثمیؒ اس میں غیر معروف راوی ہے۔

اس ایک معنی کی احادیث تیرہ صحابیؓ روایت کررہے ہیں، لہٰذا یہ حدیث متواتر ہوگئی اور کتاب اور اجماع سے یہ حکم ثابت ہوگیا۔ (خصوصی نمبر،ص:۲۷۸-۲۷۹)

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''حدیث کی کسی کتاب کی شرح کرنا اس وقت تک درست نہیں، جب تک شارح' حدیث کا حافظ اور الفاظ وطرق سے واقف نہ ہو۔'' حقیقت یہ ہے کہ جب کسی عالم اور محدث کے سامنے کسی حدیث کے تمام رواۃ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آ جائیں گے اور حدیث کا درجہ تواتر، شہرت وغیرہ کے اعتبار سے معلوم ہو جائے گا تو یہ ان لوگوں کی تردید کے لیے نہایت وزنی دلیل ہوگی جو اخبار احادیث کے منکر ہیں یا احادیث میں غلط تاویلات کا سہارا لیتے ہیں، خاص طور سے ہمارے پر آشوب اور پرفتن دور میں جس میں انکارِ حدیث اور تاویلاتِ باطلہ وفاسدہ مفسدین وزائغین کا شیوہ بن گیا ہے۔

جامع ترمذی کی شرح کے دوران حضرت شیخ نے ''ما فی الباب'' کی احادیث کی تخریج کا عزم کیا اور بروز دوشنبہ ۷/رجب ۱۳۶۴ھ کو اس کام کی ابتدا کی۔ چنانچہ حضرت شیخ نے ''أبواب العیدین'' کے ۵۲ (باون) باب، ''أبواب الزکوٰۃ'' کے ۳۸ (اڑتیس) اور ''أبواب الصوم'' کے ۳۲ (بتیس) ابواب کی تخریج فرمائی، ذیل میں بطور نمونہ ایک باب ذکر کیا جاتا ہے۔

''باب المشي یوم العید''

اس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا، حالانکہ اس باب میں مندرجہ ذیل حدیثیں پائی جاتی ہیں:

۱-حدیث سعد القرظؓ، ابن ماجة (ص:۹۳) باب ماجاء في الخروج یوم العید ماشیًا۔

۲-حدیث ابن عمرؓ، ابن ماجة (ص:۹۳) باب ماجاء في الخروج یوم العید ماشیًا۔

۳-حدیث أبي رافعؓ، ابن ماجة (ص:۹۳) باب ماجاء في الخروج یوم العید ماشیًا۔

لیکن سب کی سند ضعیف ہے۔

عید اور جنازہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری پر سوار نہ ہونے کے بارے میں جو روایت آتی ہے، اگرچہ اس کو ابن قدامہؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے، لیکن وہ بے اصل ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص الحبیر، ص:۱۴۴)

۴-حدیث سعد بن أبي وقاصؓ، بزارؒ نے تخریج کی ہے، لیکن اس میں خالد بن الیاس متروک راوی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، ج:۲،ص:۲۰۱- خصوصی نمبر، ص:۴،۲۷-۶،۲۷)

افسوس کہ یہ کام حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی شدید خواہش کے باوجود مکمل نہ ہو سکا۔ حضرتؒ نے پہلے حضرت مفتی ولی حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تکمیل کی درخواست فرمائی اور ان کے بعد ڈاکٹر حبیب اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد فرمایا، انہوں نے بہت محنت اور جانفشانی سے اس کو شروع فرمایا، مگر افسوس کہ اس کی تکمیل سے قبل ہی شہید کر دیئے گئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون۔

☆☆☆